افسانہ ''پوراجوان'' پنجابی ثقافت اوررومانیت کے تناظر میں

کلیدی الفاظ: معاشرے#خوشگواری#مشاہدہ#رہٹ#الہڑ#دوشیزہ

ڈاکٹر محمد طالب

سابق ریسرچ اسکالر، دہلی یونیورسٹی، دہلی

ملخص: بلونت سنگھ نے پنجاب کے موضوعات ومسائل کو اپنے افسانوں میں خاص اہمیت دی ہے اس لیے کہ انہوں نے پنجابی معاشرے کا مشاہدہ بہت نزدیکی سے کیا تھا اور جس گہرائی سے محسوس کیا وہاں تک عام افسانہ نگار کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ وہ حساس طبیعت کے مالک تھے۔ انہوں نے سماج میں پائی جانے والی نیکی، بدی، خوبصورتی اور بدصورتی، خوشگواری اور ناخوشگواری جیسے پہلوؤں کو محسوس ہی نہیں کیا بلکہ اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔

....

بلونت سنگھ کا تعلق پنجاب سے تھا اسی لیے انہوں نے پنجاب کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھا اور جانا۔ ان کی کہانیوں میں پنجاب کے دیہات کی بہترین عکاسی ملتی ہے۔ پنجاب سے متعلق ایک اہم نام احمد ندیم قاسمی کا بھی ہے۔ بلونت سنگھ اور احمد ندیم کی پنجاب کی کہانیوں میں بنیادی فرق رومانیت اور حقیقت نگاری کا ہے۔ جہاں ایک طرف بلونت سنگھ کی کہانیاں دیہات اور اس میں رہ رہے ہر طبقہ کی زندگی کا احاطہ کرتی ہیں تو وہیں احمد ندیم قاسمی کی کہانیاں پنجابی دوشیزاؤں کی ملائمیت اور خوبصورت وحسین چہرے سے بھری پڑی ہیں۔ ان کے افسانوں میں کھیتوں، میدانوں، راہٹوں، جوانوں، الہڑ دوشیزاؤں کا ذکر ملتا ہے۔ حالانکہ بلونت سنگھ پنجاب کی رومانی فضا کو اپنی کہانیوں پر حاوی نہیں ہونے دیتے۔ ان کے یہاں حسن کا بیان تو ملتا ہے لیکن رومانیت نہیں پائی جاتی۔ انہوں نے پنجاب اور وہاں دیہاتیوں کے ہر طبقہ کی زندگی کو اجاگر کیا ہے۔ اس موضوع کے علاوہ بھی انہوں نے

کہانیاں لکھی ہیں مگر وہ پنجاب کے دیہات کے حوالے سے زیادہ یاد کیے جاتے ہیں۔ ناقدین ادب ان کو صرف پنجاب کے دیہات کا ترجمان قرار دیتے ہیں مگر سچ یہ ہے کہ وہ دیہات کے ہی نہیں بلکہ پورے پنجاب کے فسانہ خواں ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی فضاؤں اور کرداروں کا تعلق پنجاب سے ہے۔

افسانہ 'پورا جوان' بلونت سنگھ کا نمائندہ افسانہ ہے جو رسالہ 'شاہکار' میں پہلی بار شائع ہوا۔ یہ ایک ایسے نوجوان کی کہانی ہے جو بڑھاپے کی دہلیز پر کھڑا ہے جسے انھوں نے سکھ قوم کے معاشرتی مزاج اور ان کے جمالیاتی معیار کا ترجمان بنایا ہے ۔وہ برہمی، قوت، انانیت اور حقیقت پسندی جیسے رویّوں سے تشکیل پاتا ہے اور اس جمالیاتی حسن کی تربیت کرتا ہے جس میں نظر ڈھونڈھنے کا سلیقہ رکھتی ہے لیکن بلونت سنگھ اسے سیدھے سادے کرداروں کے توسط سے معنویت عطا کرتے ہیں۔ افسانے کا عنوان 'پورا جوان' قاری کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور وہ ذہنی طور پر ایسے غیر معمولی کردار کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے جو جسم سے ہی جوان نہیں لگتا بلکہ اپنی فکر اور رویہ سے بھی غیر معمولی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ ایک ایسی شخصیت کے ساتھ ابھرتا ہے جسے بلونت سنگھ اپنی زبان میں 'پورا جوان' کہتے ہیں۔ ان کے کردار جتنے باہر سے قد آور ہوتے ہیں اتنے ہی اندر سے بھی ہوتے ہیں اور اس طرح افسانے کا عنوان ایک مخصوص معیار اور مزاج کی ترجمانی کرتا ہے۔ افسانے کے ایک سرے پر مہندری کا حسن ہے جس کا بیان افسانہ نگار نہایت شاعرانہ انداز میں یوں کرتا ہے:

"آنکھوں میں کاجل کی گھٹا، لب لعل درخشاں، گال گلابستان، سرتاپا موسم بہار کی آمد آمد یہ تھی مہندری۔ وہ بھی بچپن کو الوادع کہتی دکھائی دیتی اور کبھی اسی بچپن کو گلے لگاتی نظر آتی تھی۔ کبھی وادی شباب میں محوخرام اور کبھی طوفان شباب

سے بدکتی ہوئی سی لگتی تھی۔غرض یہ کہ وہ
بچپن اور جوانی کی حدّ فاصل پر کسی بھٹکتی
ہوئی ہرنی کی طرح وحشت زدہ سی رہتی
تھی۔''[۱]

کہانی کے دوسرے سرے پر سوہنا کا معصوم اور منہ زور جذبہ عشق ہے۔ سوہنا اور مہندری ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔سوہنے کو مہندری سے عشق تھا۔ مہندری کو سوہنے سے محبت لیکن سوہنا اپنی من موہنی کو نہیں پا سکتا تھا اور مہندری اپنے من موہن کو حاصل نہیں کر سکتی تھی کیوں کہ ان کے راستہ کی رکاوٹ تھا کابلا سنگھ مگر یہ سوہنا کی خام خیالی تھی،اصلیت تو یہ تھی کہ سوہنا اور مہندری کو منزل مقصود تک پہنچانے والا بھی وہی تھا۔سوہنا ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر کابلا سنگھ کے گھر جاتا ہے، وہاں وہ نہیں ملا۔قریب ہی وہ گھوڑے سے اترتا ہوا دکھائی دیا،سوہنا اس کا انتظار کر رہا تھا لیکن کابلا سنگھ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔اس منظر کو بلونت سنگھ نے اس طرح پیش کیا ہے:

''اس کی عمر چالیس برس کے لگ بھگ
ہوگئی۔سینا چھاج کی طرح پھولا ہوا تھا۔
کمر کا حلقہ اب بھی مناسب حد سے آگے
نہیں بڑھا تھا،ٹانگے لمبی اور سڈول
تھیں،چہرے کا رنگ ایسا تھا جیسے لق
ودق صحرامیں سورج ڈوبنے کے بعد
تاریکی پھیل رہی ہو۔صرف آنکھیں
غیر معمولی طور پر چمکیلی تھیں مجموعی طور پر وہ
ناگ راج کی طرح حسین اور پرکشش
تھا۔''[۲]

کابلاسنگھ کے مزاج میں وہ ٹھہراؤ اور متانت ہے جو زندگی کے سرد و گرم گزرنے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔ پہلی بیوی مرچکی ہے، تین بچے ہیں جن کی دیکھ بھال کے لیے کابلاسنگھ عورت کی ضرورت ہے، وہ دوسری شادی کرنا چاہتا ہے۔ اسی لیے مہندری کے باپ سے شادی کے لیے کہتا ہے تو وہ اس کے دبدبے کی وجہ سے انکار نہیں کرتا لیکن جب اس کی خبر نوجوان سوہنا کو ہوتی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور فوراً کابلاسنگھ کے گاؤں کے لیے روانہ ہو جاتا ہے۔ اس کے گھر پہنچ کر کابلاسنگھ کو دھمکیاں دیتا ہے اور اپنی جواں مردی کا مظاہرہ بھی کرتا ہے۔ کابلاسنگھ کے یہ پوچھنے پر کہ کہو کیا بات ہے کیسے آئے ہو۔ وہ کہتا ہے کہ:

''میں آیا تو تھا تمہارا کھوپڑا پھوڑنے کے لیے۔۔۔۔''

کابلاسنگھ نے اس کی طرف پیٹھ پھیر دی اور پھر رک کر بولا ''تو''؟

سوہنا گھوڑے سے اتر پڑا اور تیز لہجہ میں کہنے لگا۔ ''لیکن مجھے چار پانچ سال تک انتظار کرنا پڑے گا۔ اس وقت تمہار اکھوپڑا پھوڑنا میرے بس کی بات نہیں۔''

''چار پانچ سال کے بعد کیا ہوگا؟ یہ کہتے ہوئے بھی کابلاسنگھ نے اس کی طرف ایک نظر ڈالنے کی ضرورت تک محسوس نہیں کی۔

اس کی یہ بے اعتنائی سے سوہنے کا چہرہ اور بھی تمتما اٹھا۔ اس نے کہا ''اس وقت

تک میں پورا جوان ہوجاؤں گا۔''

''یعنی بالغ ہوجاؤ گے۔''[۳]

سوہنا زندگی کے اس موڑ پر ہے جہاں انسانی مزاج میں آگ کی سی کیفیت ہوتی ہے اوراس میں رکنے اورسوچنے کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ چنانچہ سوہنا، کابلا سنگھ کی بات پرغور کیے بغیر گھوڑے سے اتر کر سامنے کھڑ ہوتا ہے اور جھلائے ہوا انداز میں کابلا سنگھ سے کہتا ہے کہ میں نے سن رکھا تھا کہ تم نے کسی زمانے میں علاقے بھر میں تہلکہ مچا رکھا تھا۔ جس کی اب بھی دھاک ہے لیکن کیسی عجیب بات ہے کہ تم اپنی دھاک سے اس قدر ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہو۔ سوہنے کی بات سن کر کابلا سنگھ جواب دیتا ہے:

''چار پانچ سال بعد جب تم پورے
جوان ہوجاؤ گے تو مجھے امید ہے اس
وقت تمہاری عقل اس قدر کچی نہیں رہے
گی۔''

سوہنا نے تلخی کے ساتھ کہا:

''اب تم انتظا کرو میں بھی انتظار کروں
گا۔ تین چار پانچ برس کے بعد میں ایک
روز ضرور آؤں گا۔۔۔۔۔۔اور تمہارا
سر کاٹ کر لے جاؤں گا۔''[۴]

اس گفتگو کے بعد سوہنا جس تیزی سے آیا تھا اسی برق رفتاری سے واپس لوٹ جاتا ہے۔ لیکن ابھی تک کابلا سنگھ خاموش تھا۔ قاری کے لیے یہ سوالیہ نشان قائم رہتا ہے کہ وہ بھاری بھرکم قدآور شخص، بے پناہ قوت کا مالک ہوتے ہوئے بھی سوہنا کی دھمکی کو بڑی آسانی سے برداشت کیسے کرلیتا ہے۔ وہ کسی قسم کی کوئی جوابی کارروائی بھی نہیں کرتا اوراس کی دوراندیشی سے بے خبر ہوتا ہے۔ وہ حالات کا جائزہ

لیے بغیر طوفان کی طرح کابلا سنگھ کو فنا کر دینا چاہتا ہے اور اپنی طاقت کے بل پر مہندری کو حاصل کرنے کا آرزومند ہے۔کابلا سنگھ کی شخصیت میں پرسکون سمندر کا وقار ہے۔اس کی خاموشی معنیٰ خیز ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں سوہنا کی حیثیت اس وقت چھوٹی سی ندی کی طرح ہوتی ہے جس کا دائرہ محدود ہوتا ہے۔سوہنا کی دھمکیوں کے جواب میں کچھ نہ کہہ کر بھی وہ سب کچھ کہہ دیتا ہے۔افسانہ ختم ہوتے ہی سوہنا اپنے گاؤں پہنچ جاتا ہے۔مہندی سوہنا سے کہتی ہے:

''تم گاؤں سے نکل کر گئے تھوڑی دیر کے بعد کابلا سنگھ یہاں آ پہنچا۔ وہ شادی کی بات پکی کرنے آیا تھا۔۔۔تم گاؤں میں نہیں تھے اور وہ بات پکی کرنے آ پہنچا تھا۔ پھر بھی میں نے ہمت سے کام لے کر الگ سے کابلا سنگھ کو سب کچھ بتا دیا۔تمہارے بارے میں بھی سمجھا دیا۔اسے اس بات کا احساس کرا دیا کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنی ۔۔۔۔کہ ہم ایک دوسرے کو کتنا چاہتے ہیں۔۔۔۔میں نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دئے کہ تمہیں تو اور بھی لڑکیاں مل جائیں گی لیکن مہندری کو سوہنا اور سوہنے کو مہندری نہ مل سکے گی۔۔۔''

مہندری بچکانہ چاؤ سے بولی ''سوہنے! وہ

جتنا باہر سیقد آور ہے اتنا ہی قد آور بھیتر
سے بھی نکلا۔میری بات سن کر وہ کچھ
دیر تک سوچتا رہا۔پھر بولا اسے ان سب
باتوں کا پتہ نہیں تھا۔''۵

کابلا تھوڑی دیر بعد خاموشی سے اپنے گھوڑے کی طرف بڑھا۔مہندری کا باپ اسے رخصت کرنے کے لیے ساتھ آیا۔دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔اچانک کابلا سنگھ نے کہتا ہے:

''سردار جی! میں نے مہندری اور سوہنے
کی شادی پکی کر دی ہے۔اب آپ بیاہ
کا انتظام کر ڈالیں تو بہتر رہے گا۔''٦

مہندری بہت خوش تھی وہ اپنی دھن میں مست باتیں کرتی جا رہی تھی اسے سوہنا کے دل کی کیفیت کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔آخر وہ سوہنے سے پوچھ ہی لیتی ہے تم اس سے ملے تھے کیا؟اس نے کچھ نہ کچھ ضرور بتایا ہوگا۔سوہنا نہایت بوجھل آواز میں جواب دیتا ہے کہ میں نے اسے کچھ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا۔آج سوہنا اپنے ہی لفظوں کے بوجھ میں دبا جا رہا تھا۔حالات کی اس کروٹ کے لیے وہ قطعی طور پر تیار نہ تھا۔وہ تو کابلا سنگھ کو ختم کرنا چاہتا تھا لیکن کابلا سنگھ کے ایک ہی اخلاقی وار نے اس کا سر جھکا دیا۔غیر ارادی طور پر سوہنا ایک بار پھر کابلا سنگھ کے گاؤں پہنچا۔سامنے کابلا سنگھ کھڑا تھا۔اس نے سوہنے کی طرف کوئی توجہ نہیں دی اور بھاری بھرکم آواز میں بولا:

''سوہنے، معلوم ہوتا ہے تم ایک ہی رات
میں پورے جوان ہو گئے۔مجھے چار پانچ
سال تک انتظار نہیں کرنا پڑا۔''۷

سوہنے کی زندگی کی انوکھی تصویر، جوانی کا نیا رنگ چہرے پر دکھائی دے رہا تھا جسے دیکھ کر سوہنے کی آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔نفرت اور انتقام کے نہیں بلکہ

محبت اوراحترام کے۔اس نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیاہاں کابلاسنگھ! میں ایک ہی رات میں پوراجوان ہوگیاہوں،اس جملے پرافسانہ ختم ہوجاتا ہے۔ جہاں قاری ایک طرف کابلاسنگھ سے متاثر ہوتاہےتودوسری طرف سوہنے کی جذباتیت اور معصومیت بھی فطری معلوم ہوتی ہے۔ بلونت سنگھ کوعام انسان کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے واقعات کوخوبصورت انداز میں بیان کرنے کاہنر بخوبی آتا ہے۔

حواشی

ا۔بلونت سنگھ،افسانہ پوراجوان،مشمولہ،کلیات بلونت سنگھ،جلددوم،۲۰۰۹،قومی کونسل برائےفروغ اردوزبان،نئی دہلی،۲۰۰۹،ص:۱۱۹

۲۔ایضاً،ص:۲۱۔۱۲۰

۳۔ایضاً،ص:۱۲۱

۴۔ایضاً،ص:۱۲۲

۵۔ایضاً،ص:۱۲۳

۶۔ایضاً،ص:۱۲۴

۷۔ایضاً،ص:۱۲۴

****